بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الجنائز

صلوٰۃ الجنازہ

کا مسنون طریقہ

تحریر

ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی

شائع کردہ

مدرسۃ ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر فاروقؓ کیماڑی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

السنة فی الصلوة علی الجنازه ان تکبر ثم تقرأ بام القرآن ثم تصلی علی النبی ﷺ ثم تخلص الدعاء للمیت و لا تقرأ الا فی التکبیرة الاولی ثم تسلم فی نفسه عن یمینه (المنتقی لابن الجارود ص ٥٤٠ رقم ١٨٩)

کتاب الجنائز

صلوۃ الجنازہ کا مسنون طریقہ

تحریر

ڈاکٹر ابو جابر عبداللہ دامانوی

شائع کردہ

مدرسۃ ام المومنین حفصہ بنت عمر فاروقؓ

بلاک نمبر 38 کیماڑی کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

مدرسۃ حفصہؓ کے قیام کا مقصد صرف قرآن وحدیث کی اشاعت ہے۔

اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ موت مرگ اور نماز جنازہ کے مسائل کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بیان کیا جائے۔ اور اس سلسلہ میں بدعات کا جو ایک لامتناہی سلسلہ چل نکلا ہے اس کی نشاندہی بھی کر دی جائے۔ چنانچہ الشیخ ابو جابر عبداللہ دامانوی حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ میں ایک مختصر تحقیقی مضمون لکھ دیا ہے۔ جو علماء کرام اور عوام الناس دونوں کے لئے مفید ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعاء ہے کہ وہ اس تحریر کو لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بنا دے۔

محمد جمیل خان

عمر خان روڈ بھٹہ ویلیج کیماڑی

۴ را کتوبر ۲۰۰۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کی ہدایت ورہنمائی کے لئے اپنے آخری نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا اور اپنی اطاعت کے ساتھ ساتھ نبی ﷺ کی اطاعت کو بھی لازم وملزوم قرار دیا۔ بلکہ یہاں تک ارشاد فرمایا:

من يطع الرسول فقدا طاع الله (النسلہ آیت ۸۰)

''جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی تو گویا اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی''۔

رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کے سلسلہ میں چند آیات پیش کی جاتی ہیں تا کہ یہ مسئلہ بالکل واضح اور بے غبار ہو جائے۔ اگر چہ اہل ایمان کے لئے تو ایک ہی آیت کافی وشافی ہے اور نہ ماننے والے کے لئے دفتر کے دفتر بھی نا کافی ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یایها الذین امنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیٔ فردوه الی الله والرسول ان کنتم تومنون بالله والیوم الاخر ذلك خیر و احسن تاویلا (النساء آیت ۵۹)☆

''اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول ﷺ کی اور ان کی جو تم میں اولوا الامر (صاحب حکومت) ہیں، پھر اگر تمہارے درمیان کسی چیز میں اختلاف ہو جائے تو اس بات کو اللہ اور رسول ﷺ کی طرف لوٹا دو۔ اگر تم واقعی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے بہتر اور انجام کے لئے لحاظ سے بہت اچھی ہے۔''

اس آیت مبارکہ سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور رسول ﷺ کی اطاعت اہل ایمان پر لازم وضروری ہے۔ اور خلیفہ وقت اور مسلمانوں کے امیر کی اطاعت بھی معروف میں ضروری ہے۔ لیکن اگر کسی مسئلہ میں مسلمانوں کے درمیان یا خلیفہ وقت اور مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف واقع ہوجائے تو پھر اس مسئلہ کو اللہ اور رسول ﷺ کی عدالت میں پیش کیا جائے گا اور قرآن حکیم اور حدیث رسول ﷺ سے جو حل مل جائے اسے قبول کیا جائے گا جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو یہی حل اس کے لئے بہتر اور انجام کے لحاظ سے بھی اچھا ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

فلا وربك لا يومنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما (النساء آيت ٦٥)

"پس آپ کے رب کی قسم وہ لوگ مومن نہیں ہوسکتے جب تک آپ کو اپنے اختلافی امور میں اپنا فیصل نہ مان لیں پھر آپ کے فیصلہ کے بارے میں اپنے دلوں میں کوئی تنگی بھی محسوس نہ کریں اور پورے طور سے اسے تسلیم کرلیں۔"

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة لمن كان يرجوا الله واليوم الاخر و ذكر الله كثيرا (الاحزاب ٢١)

"درحقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسول (کی ذات) میں بہترین نمونہ موجود ہے۔ ہر اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔"

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی ذات کو مومنوں کے لیے بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔

مسلمانوں کے لیے لازم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے انھیں جو کچھ ملے وہ اسے مضبوطی سے تھام لیں کیوں کہ اللہ اور یوم آخر پر ایمان کا یہی تقاضا ہے۔

وما اتکم الرسول فخذوہ ومانھکم عنه فانتھو اواتقوالله ان الله شدیدالعقاب (الحشر ۷)

''جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روک دے اس سے رک جاؤ اور اللہ سے ڈرو، اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہدایت پر قائم رہنے کا ذریعہ ہے اور یہی صراط مستقیم ہے۔

واتبعوہ لعلکم تھتدون (الاعراف ۶۳)

''اور رسول ﷺ کی پیروی اختیار کرو تا کہ تمہیں ہدایت نصیب ہو۔''

واتبعون ھذا صراط مستقیم (الزحزف ۶۱)

''اور میری پیروی اختیار کرو یہی سیدھا راستہ ہے۔''

جو لوگ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو اختیار کرنے کے بجائے کسی اور کے طریقے کو اختیار کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ اسے اختیار کر کے وہ راہ ہدایت پالیں گے تو وہ خام خیالی میں مبتلا ہیں۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو چھوڑنے والے گمراہ ہیں اور قیامت کے دن بھی وہ ناکام و نامراد ہوں گے۔

فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنة او یصیبھم عذاب الیم (النور ۶۳)

''رسول کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ

ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آ جائے۔"

"فتنہ" کی مختلف صورتوں کے علاوہ ایک صورت یہ بھی ہے (اور یہ صورت تاریخ کے ناقابل تردید دلائل سے بالکل واضح ہے) کہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی پیروی چھوڑ کر مختلف اماموں کی تقلید اختیار کر لیں گے اور یہ تفرقہ بازی ان میں شدید نفرت اور اختلافات پیدا کر دے گی اور آخرکار ان میں خانہ جنگی شروع ہو جائے گی۔

امام احمد نے بھی اس آیت میں فتنہ سے تقلید مراد لی ہے اور اس کا رد کیا ہے۔
(کتاب التوحید ص 290 باب 38)

اس آیت سے واضح ہوا کہ جو لوگ نبی ﷺ کی سنت اور آپ کے فرامین کی مخالفت کرتے ہیں وہ کسی فتنہ میں مبتلا ہو سکتے ہیں یا انہیں دردناک عذاب پہنچ سکتا ہے۔ اب اس مسئلہ کی اس سے زیادہ وضاحت ممکن نہیں ہے۔ کوئی بدنصیب ایمان کا دعویٰ کرنے کے باوجود نبی ﷺ کی سنت کو پس پشت ڈال دے۔ اور پھر بھی نبی ﷺ کا امتی ہونے کا دعویٰ دار ہو۔

اس سلسلہ کی ایک واضح حدیث بھی ملاحظہ فرمائیں:

عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ "كل امتي يدخلون الجنة الا من ابى" قالوا ومن يابى؟ قال: "من اطاعني دخل الجنة ومن عصاني فقد ابى" (بخاری، ج2 ص 1081 حدیث: 7280، مشکوۃ المصابیح ص5 ج 1 طبع بیروت)

"ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی سوائے اس شخص کے کہ جس نے انکار کیا، صحابہ کرام نے عرض کیا کہ انکار کرنے والا کون ہے؟ فرمایا: "جس نے میری اطاعت کی وہ جنت

میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی پس وہ انکار کرنے والا ہے۔"

ایک موقع پر جب تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے رسول اللہ ﷺ کے اعمال وسنن کو کم سمجھتے ہوئے عبادت میں زیادہ محنت ومشقت کا ارادہ ظاہر کیا یعنی ایک نے پوری رات جاگنے، دوسرے نے ہمیشہ روزے رکھنے، تیسرے نے نکاح کو خیر باد کہہ کر پوری زندگی عبارت کرنے کا تہیہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا:

"فمن رغب عن سنتي فليس مني" (بخاري، ج ۲ ، ص ۷۵۸، ۷۵۷ حديث: ۵۰۶۳، مسلم ج ۱ ص ۴۴۹: حديث: ۱۴۰۱)

"پس جو شخص میری سنت سے بے رغبتی اختیار کرے گا (اور اسے استخفافاً وعناداً چھوڑ دے گا) تو وہ مجھ سے نہیں ہے۔"

نماز جنازہ کا مسنون طریقہ:

میت کے لئے نماز جنازہ پڑھنا نبی ﷺ کی احادیث سے ثابت ہے اور آپ نے جس طرح نماز جنازہ ادا فرمایا صحابہ کرامؓ نے اسے روایت کیا ہے۔ چنانچہ جنازہ میں مندرجہ ذیل امور احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں:-

۱) نماز جنازہ میں چار تکبیرات کہنا۔

۲) نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد تعوذ اور تسمیہ کے بعد سورۃ الفاتحہ کی قراءت کرنا اور سورۃ الفاتحہ کے بعد کوئی سورۃ بھی ملانا۔ نماز کی ابتداء میں ثناء پڑھنا نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔ بلکہ سورۃ الفاتحہ ہی ثناء بھی ہے۔

۳) سورۃ الفاتحہ اور سورۃ کو بلند آواز سے پڑھنا۔

۴) دوسری تکبیر کے بعد درود پڑھنا۔ درود ابراہیمی جو نماز میں پڑھا جاتا ہے صرف وہی درود پڑھنا چاہیے اور من گھڑت درودوں سے اجتناب ضروری ہے۔

۵) تیسری تکبیر کے بعد میت کے حق میں دعاء کرنا۔ نبی ﷺ نے ان دعاؤں کو بلند آواز سے پڑھا اور صحابہ کرام نے ان دعاؤں کو آپ سے سن کر روایت کیا اور انہیں یاد بھی کیا۔

٦) چوتھی تکبیر کے بعد صرف ایک طرف یعنی دائیں طرف سلام پھیرنا۔

اب اس سلسلہ کے دلائل ملاحظہ فرمائیں:

۱) چار تکبیرات:۔

۱) ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نجاشی (شاہ حبش) کے مرنے کی اسی روز اطلاع دی جس روز کہ ان کا انتقال ہوا تھا اور پھر صحابہ کرامؓ کو ساتھ لے کر عیدگاہ تشریف لے گئے پھر صحابہ کرامؓ نے صفیں قائم کیں پس نبی ﷺ نے چار تکبیرات کہیں۔ (بخاری مسلم)

۲) جناب عبدالرحمٰن بن ابی لیلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جناب زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے جنازوں پر چار تکبیرات کہا کرتے تھے، ایک جنازہ پر انہوں نے پانچ تکبیرات کہیں۔ ہم نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ اسی طرح تکبیرات (کبھی چار کبھی پانچ) کہا کرتے تھے۔ (مسلم ۲۲۱٦)

(تنبیہ)

احادیث میں چار تکبیرات سے نو تکبیرات تک کہنے کا ثبوت موجود ہے البتہ جمہور علماء چار تکبیرات ہی کے قائل ہیں اور بعض نے اس پر اجماع کا بھی دعویٰ کیا ہے۔ تفصیل کے لئے

ملاحظہ فرمائیں:

احکام الجنائز لعلامه الالبانی رحمه الله ص ۱۱۲ تا ۱۱٤

۲) رفع الیدین:-

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

ان النبی ﷺ کان اذاصلی علی الجنازة رفع یدیه فی کل تکبیرة واذا انصرف سلم رواه الدارقطنی فی علله، نصب الرایه (۲/۲۸٥)، نیل الاوطار (٤/٥٣)

"نبی ﷺ جب نماز جنازہ پڑھتے تو اس کی تمام تکبیرات میں رفع الیدین فرماتے اور جب نماز سے پھرتے تو سلام کہتے۔"

امام زیلعیؒ کہتے ہیں کہ امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ عمر بن شبہؒ نے اس حدیث کو مرفوع بیان کیا ہے اور ایک جماعت نے اسے موقوف بیان کیا پس وہ اسے یزید بن ہارونؒ سے موقوف بیان کرتے ہیں اور یہی صحیح ہے۔ (نصب الرایہ (۴/۵۳) عمر بن شبہ ثقہ ہے اور ثقہ کی زیادتی قابل قبول ہوتی ہے لہٰذا یہ حدیث مرفوعاً بھی صحیح ہے۔

۲) امام نافعؒ فرماتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نماز جنازہ کی تمام تکبیرات میں رفع الیدین کیا کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین ص ۱۰۸ الرقم ۱۱۰)، مصنف ابن ابی شیبہ (۳/۲۹۶)، البیہقی (۴/۴۴)

۳) عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سعید بن منصورؒ نے موقوفاً بیان کیا ہے۔ کہ وہ نماز جنازہ کی تکبیرات میں رفع الیدین کرتے تھے (نیل الاوطار (۴/۵۳)

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سلسلہ میں بہت سے تابعین کے آثار بیان کئے ہیں۔

حافظ زبیر علیزئی حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

جنازہ میں ہر تکبیر پر رفع یدین سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے۔

(جزء رفع الیدین للبخاری: ح ۱۱۱، مصنف ابن ابی شیبہ: ۳/ ۲۹۸ ح ۱۱۳۸۸ واسنادہ صحیح)

۴) مکحول تابعیؒ جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین للبخاری: ح ۱۱۶، وسندہ حسن)

۵) امام زہریؒ جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ (دیکھئے جزء رفع الیدین للبخاری: ۱۱۲ وسندہ صحیح مصنف ابن ابی شیبہ: ۳/ ۲۹۶ ح ۱۱۳۸۵)۔

۶) نافع بن جبیرؒ جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین: ۱۱۴ وسندہ حسن)۔

۷) حسن بصریؒ جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین: ۱۲۲، وسندہ صحیح)

درج ذیل علماء سلف صالحین بھی جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کے قائل وفاعل تھے۔

۸) عطاء بن ابی رباح (مصنف عبدالرزاق: ۳/۴۶۸ ح ۶۳۵۸، وسندہ قوی) عبدالرزاق (مصنف: ح ۶۳۴۷)

۹) محمد بن سیرین (مصنف ابن ابی شیبہ: ۳/۲۹۷ ح ۱۱۳۸۹، وسندہ صحیح)

ان تمام آثار سلف صالحین کے مقابلے میں ابراہیم نخعی (تابعی) جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین نہیں کرتے تھے (دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ: ج ۳ ص ۲۹۶ ح ۱۳۸۶۲، وسندہ حسن)

معلوم ہوا کہ جمہور سلف صالحین کا یہ مسلک ہے کہ جنازے کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا جائے، جیسا کہ باحوالہ گزر چکا ہے اور یہی مسلک راجح وصواب ہے، والحمد للہ (ماہنامہ الحدیث حضرو اگست ۲۰۰۴ء ص ۲۰)

(۳) قراءت

جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث:-

(۱) عن طلحه بن عبدالله بن عوف قال صليت خلف ابن عباس على جنازة فقرا بفاتحة الكتاب وسورة وجهرحتى اسمعنا. فلما فرغ اخذت بيده فسالته فقال سنة وحق (سنن النسائي كتاب الجنائز باب الدعا وسنده صحيح) المنتقى لابن الجارود رقم ۵۳۷ ص ۱۸۸ السنن الكبرى للبيهقي ج ٤ ص ۳۸)

جناب طلحہ بن عبداللہ بن عوف رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی، پس انہوں نے سورۃ الفاتحہ اور ایک سورۃ پڑھی اور اونچی آواز میں پڑھی یہاں تک کہ انہوں نے ہمیں سنایا۔ پس جب وہ (نماز جنازہ سے) فارغ ہوئے تو میں نے ان کا ہاتھ پکڑا اور اس کے بارے میں پوچھا۔ پس انہوں نے فرمایا "یہ سنت ہے اور حق ہے"

اس حدیث میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ سورۃ کا بھی ذکر ہے اور یہ حدیث صحیح ہے اور اس حدیث کے مزید طرق بھی موجود ہیں ملاحظہ فرمائیں:

المنتقی لابن الجارود رقم ٥٣٦-٥٣٧ مسند ابو یعلی ٢٦٦١)

یہ حدیث صحیح بخاری میں مختصر ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں:

عن طلحة بن عبدالله بن عوف قال صليت خلف ابن عباس على جنازة فقرا بفاتحة الكتاب وقال انها سنة (صحيح بخارى (١٧٨/١) كتاب الجنائز، السنن الكبرى للبيهقى (٣٨/٤)

جناب طلحہ بن عبداللہ بن عوف رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب عبداللہ بن عباسؓ کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی پس انہوں نے سورۃ فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ ''یہ سنت ہے''۔

علاوہ ازیں ابوداؤد (۳۱۹۸) ترمذی (۱۰۲۷)، النسائی (۱۹۸۸)، الدارقطنی وغیرہ میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

۲) اس حدیث کو جناب سعید بن ابی سعیدؒ نے بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

ثنا ابن عجلان انه سمع سعيد بن ابى سعيد يقول صلى ابن عباس على جنازة فجهر بالحمدلله ثم قال انما جهرت لتعلموا انها سنة (مستدرك لامام الحاكم ج ١ ص ٣٥٨ وقال هذا حديث على شرط مسلم واقره الذهبى)

جناب سعید بن ابی سعید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جناب عبداللہ بن عباسؓ نے نماز جنازہ

پڑھائی اور الحمدللہ (سورۃ الفاتحہ) کو اونچی آواز میں پڑھا اور فرمایا کہ میں نے (سورۃ الفاتحہ کو) اونچی آواز میں اس لئے پڑھا ہے کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ "سنت" ہے۔

امام البیہقیؒ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

عن سعيد بن ابى سعيد قال سمعت ابن عباس يجهر بفاتحة الكتاب على الجنازة ويقول انما فعلت لتعلموا انها سنة (السنن الكبرى ج ٤ ص ٣٩)

"جناب سعید بن ابی سعیدؒ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب عبداللہ بن عباسؓ سے نمازہ جنازہ میں سورۃ الفاتحہ سنی جسے انہوں نے اونچی آواز میں پڑھا اور فرمایا کہ میں نے یہ کام اس لئے کیا ہے کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ یہ "سنت" ہے۔"

اوپر والی روایت میں ہے کہ انہوں نے الحمدللہ پڑھی اور اس روایت میں ہے کہ انہوں نے فاتحہ الکتاب پڑھی اس روایت نے اوپر والی روایت کی وضاحت کر دی کہ الحمدللہ سے مراد سورۃ الفاتحہ ہے۔ جناب ابوھریرۃؓ کے اثر میں حمدت اللہ آیا تو اس سے مراد بھی سورۃ الفاتحہ ہے۔

۳) اس حدیث کو جناب شرحبیل بن سعد رحمہ اللہ بھی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں۔

جناب شرحبیل بن سعدؒ بیان کرتے ہیں کہ میں جناب عبداللہ بن عباسؓ کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے ابواء میں نماز جنازہ پڑھایا اور تکبیر اولی کہی پھر ام القرآن (سورۃ الفاتحہ) پڑھی اور سورۃ الفاتحہ کی (قراءت) کے دوران اپنی آواز کو بلند رکھا پھر نبی ﷺ پر درود پڑھا پھر کہا اے اللہ ! یہ تیرا بندہ ہے......... (یعنی میت کے حق میں دعا کی) (مستدرک ج ا ص ۳۵۹) السنن الکبری للبیہقی [illegible] ۴۲)

امام حاکمؒ فرماتے ہیں کہ ''شرحبیل بن سعدؒ سے شیخین نے احتجاج نہیں کیا اور وہ اہل المدینہ کے تابعی ہیں اور میں نے اس حدیث کو اوپر ذکر کردہ احادیث کے لئے صرف شاہد کے طور پر ذکر کیا ہے۔ پس وہ احادیث مختصر مجمل ہیں جب کہ یہ حدیث مفسر ہے۔''

حافظ ابن حجر العسقلانیؒ اس راوی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ صدوق اختلط فی اخرہ

حافظ ابن حجر العسقلانی اس راوی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ صدوق اختلط فی اخرہ
(تقریب) اور دوسرے مقام پر لکھتے ہیں وشرجیل مختلف فی ثیقۃ (فتح الباری ۲۰۴/۳) بہرحال شواھد اور تائید میں ان کی روایت پیش کرنے میں کوئی حرج نہیں یہی وجہ ہے کہ علامہ ذہبیؒ نے امام حاکمؒ کی اس وضاحت پر کوئی تنقید نہیں کی اور اسے برقرار رکھا ہے اور جناب عبداللہ بن عباسؓ کی اس روایت کی تائید جناب ابوامامہؓ کی روایت سے بھی ہوتی ہے جو آگے بیان کی جائے گی۔

۴) جناب زید بن طلحہ التیمی رحمہ اللہ بھی جناب عبداللہ بن عباسؓ سے سورۃ الفاتحہ اور سورۃ مع جھر کی روایت نقل کرتے ہیں۔ (المنتقی لابن الجارود ص ۱۸۸)

امام الترمذیؒ عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

هذا حديث حسن صحيح، والعمل على هذا عند بعض اهل العلم من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم وغير هم يختا رون ان يقرا بفاتحة الكتاب بعد التكبيرة الاولى، وهو قول الشافعى و احمد واسحاق وقال بعض اهل العلم لايقرا فى الصلاة على الجنازة، انما هو الثناء على الله والصلاة على نبيه ﷺ وهو قول الثورى وغيره من اهل الكوفة (جامع الترمذى)

''یہ حدیث حسن صحیح ہے اور نبی ﷺ کے اہل علم صحابہ کرام وغیرھم سے بعض کا اس پر عمل ہے انہوں نے اس بات کو اختیار کیا ہے کہ تکبیر اولی کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھی جائے اور

یہی قول امام الشافعی، امام احمد اور امام اسحاق کا بھی ہے، اور بعض اہل علم کا کہنا کہ نماز جنازہ میں قرائت نہ کی جائے، بلکہ یہ (نماز جنازہ) اللہ تعالیٰ کی ثناء اور نبی ﷺ پر درود پڑھنے کا نام ہے اور یہ قول امام سفیان ثوریؒ اور اہل کوفہ وغیرہ کا ہے (الترمذی) اور یہ اصولی بات ہے کہ ہر شخص کی بات دلیل کے ساتھ قبول کی جاسکتی ہے اور دلیل ہی کے ساتھ رد کی جاسکتی ہے۔ سوائے نبی ﷺ کے کیونکہ آپؐ کا فرمان حجۃ (دلیل) کی حیثیت رکھتا ہے جیسا کہ امام مجاہد رحمہ اللہ کا فرمان امام بخاریؒ نے نقل کیا ہے۔ (جزء رفع الیدین ص ۱۰۶، رقم ۱۰۷) سورۃ الفاتحہ پڑھنے والوں کے پاس نبی ﷺ کی سنت کی دلیل موجود ہے جب کہ دوسرے اس دلیل سے محروم ہیں۔

جناب عبداللہ بن عباسؓ کی حدیث میں اجتہاد کی گنجائش موجود نہیں ہے بلکہ انہوں نے ایک سنت کو امت تک منتقل فرمایا ہے اور یہ صرف عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہی نہیں ہے بلکہ دوسرے صحابہ کرام بھی اس عمل کے سنت ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔

(۲) جناب ابوامامہ بن سھل رضی اللہ عنہما کی روایت:۔

حافظ ابن حجر العسقلانیؒ نقل فرماتے ہیں:

(۱) وروی عبدالرزاق والنسائی عن ابی امامۃ بن سھل بن حنیف قال السنۃ فی الصلوۃ علی الجنارہ ان یکبر ثم یقرا بام القرآن ثم یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یخلص الدعاء للمیت ولا یقرا الا فی الاولی، اسنادہ صحیح (فتح الباری ج ۳ ص ۲۰۳۔۲۰۴)

''جناب ابوامامہ بن سھل بن حنیفؓ فرماتے ہیں کہ نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ تکبیر اولی کہی جائے پھر سورۃ الفاتحہ پڑھی جائے پھر نبی ﷺ پر درود پڑھا جائے پھر خلوص کے ساتھ میت کے لئے دعاء کی جائے اور قراءت صرف پہلی تکبیر کے بعد کی جائے۔''

حافظ ابن حجر العسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

اس حدیث میں جناب ابوامامہؓ نے نماز جنازہ کا مکمل طریقہ بیان کیا ہے اور اس طریقہ کو سنت قرار دیا ہے۔ایک اور حدیث میں یہ روایت مزید مفصل بیان ہوئی ہے چنانچہ

ابوامامہ بن سھل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

السنة فی الصلوة علی الجنازة ان تکبر، ثم تقرأ بام القرآن ثم تصلی علی النبی صلی الله علیه وسلم ثم تخلص الدعاء للمیت ولا تقرأ الا فی التکبیرة الاولی ثم تسلم فی نفسه عن یمینه (المنتقی لابن الجارود ص ٥٤٠ الرقم ١٨٩)

''نماز جنازہ کے ادا کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ آپ تکبیر اولی کہیں۔ پھر آپ سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کریں، پھر نبی ﷺ پر درود پڑھیں۔ پھر میت کے حق میں اخلاص کے ساتھ دعاء کریں اور قراءت صرف پہلی تکبیر کے بعد کریں پھر آپ دائیں طرف آہستہ آواز میں سلام پھیریں۔''

نسائی کی روایت میں سورۃ الفاتحہ کے سلسلہ میں مخافتۃ (آہستہ) کے الفاظ آئے ہیں۔اور اس روایت میں سلام کے متعلق آہستہ کے الفاظ آئے ہیں مطلب یہ ہے کہ سورۃ الفاتحہ اور سلام کو بہت زیادہ جھر (بلند آواز) سے ادا نہ کیا جائے۔ بلکہ آہستہ آواز میں پڑھا جائے تاکہ صرف

مقتدی سن لیں۔ کیونکہ اگر سلام کو بھی بالکل آہستہ کہا جائے تو پھر مقتدیوں کو کیسے پتہ چلے گا کہ نماز ختم ہوگئی ہے۔ نیز سورۃ الفاتحہ کو تعلیم کے لئے جھراً بھی پڑھا جائے تا کہ لوگوں کو اس سنت کا علم ہو جائے۔جیسا کہ عبداللہ بن عباسؓ کا عمل اس کا شاہد ہے۔

۳) اس حدیث کو ابو امامہ بن سھل رضی اللہ عنہ کے علاوہ رجل من اصحاب النبی ﷺ بھی روایت کرتے ہیں (رواہ الشافعی فی مسندہ، السنن الکبری للبیہقی (۳۹/۴)) اور (۴) حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ بھی بیان کرتے ہیں (علل الحدیث (۳۵۶/۱) لامام ابن ابی حاتم الرازی)

نیز ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت مصنف عبدالرزاق (۶۴۲۸) سنن النسائی (۱۹۸۹)، المنتقی لابن الجارود (ص ۵۴۰) مصنف ابن ابی شیبہ (۲۹۶/۳) وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

سنت کی تعریف:

صحابی کسی عمل کو سنت کہے تو اس سے مراد نبی ﷺ کی سنت ہوتی ہے۔اقوال سلف کے لئے ملاحظہ فرمائیں: نصب الرایہ (۳۱۴/۱)

مستدرك (۱/۳۵۸، ۳۶۰) فتح البارى (۳/۲۰٤)، كتاب الام لامام الشافعى (۱/۲٤۰) وغيرهم

۵) ام شریک الانصاریہ بیان کرتی ہیں

امرنا رسول الله ﷺ ان نقرأ على الجنازة بفاتحة الكتاب (ابن ماجه كتاب الجنائز باب ماجاء فى القراءة على الجنازة) (١٤٩٦)

”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جنازہ پر سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم دیا۔“

اس حدیث میں ایک راوی شہر بن حوشب ہے جو مختلف فیہ ہے، امام مسلم نے دوسرے راوی سے ملا کر ان سے حدیث بیان کی ہے اور ان کی یہ حدیث شواھد میں حسن سے کسی طرح کم نہیں ہے۔

اس حدیث کی تائید اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہما کی روایت سے بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ اسماء بنت یزیدؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا صليتم على الجنازة فاقرء وابفاتحة الكتاب (مجمع الزوائد (۳/۳۲) وقال الهيثمي روى الطبراني في الكبير وفيه معلى بن (حمران ولم اجد من ذكره وبقية رجاله موثقون و في بعضهم كلام.)

''جب تم جنازہ پڑھو تو اس میں سورۃ الفاتحہ پڑھو''۔ (امام ھیثمیؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں ایک راوی معلیٰ بن حمران ہے جن کا ترجمہ مجھے نہیں ملا اور باقی راوی ثقہ ہیں اور بعض پر کچھ کلام ہے''۔

سورۃ الفاتحہ پڑھنے کے سلسلہ میں بعض صحابہ کرامؓ کے آثار بھی موجود ہیں مثلاً

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، سھل بن حنیف رضی اللہ عنہ (سنن الدارقطنی (۲/۷۳)، السنن الکبری (۴/۳۹)، مصنف ابن ابی شیبۃ (۳/۲۹۷) حسن بن علی رضی اللہ عنہما (ابن ابی شیبۃ (۳/۳۹)، جس صحابی نے ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ یا عمر رضی اللہ عنہ پر جنازہ پڑھا تھا تو اس نے جنازہ میں سورۃ الفاتحہ پڑھی۔ ابن ابی شیبہ (۳/۲۹۸) عبداللہ بن مسعودؓ (الاوسط لابن المنذر (۵/۴۳) ابن ابی شیبہ(۳/۲۹۷) المحلی (۵/۱۲۹)، فقہ ابن مسعود مترجم ۳۹۸ وغیرہ۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''سورۃ الفاتحہ فی الصلوۃ الجنازۃ مختلف فیہ مسائل میں سے ہے ابن المنذر رنے جناب عبداللہ بن مسعودؓ جناب حسن بن علیؓ، جناب عبداللہ بن الزبیرؓ اور جناب مسور بن محزمہؓ سے اس کی مشروعیت نقل کی ہے اور یہی بات امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ اور امام اسحاق بن راہویہؒ نے ارشاد فرمائی ہے اور جناب ابوھریرۃؓ اور جناب عمرؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ نماز جنازہ میں قراءت نہیں ہے (لیکن صحابہ کرامؓ سے سورۃ الفاتحہ پڑھنے کی نفی مروی نہیں ہے) اور یہ قول امام مالک اور کوفیوں کا ہے۔''

حنفیوں کے ہاں بھی اگر سورۃ الفاتحہ بطور دعاء کے پڑھ لی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ولوقرا الفاتحة بنية الدعاء فلا باس به (فتاوی عالمگیری (١/١٦٤) فتاوی قاضی خان (١/٩٣) نيز ملاحظه فرمائيں: درس ترمذی مولانا محمد تقی عثمانی صاحب.

یعنی حنفی فلسفہ کے مطابق سورۃ فاتحہ کو بطور دعاء کے پڑھ لیا جائے لیکن اسے قراءت اور قرآن سمجھ کر نہ پڑھا جائے بالفاظ دیگر اسے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ وحی نہ سمجھا جائے۔ اور یہ قیاس نص کے مقابلے میں فاسد و باطل ہے۔ (نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات)

حقیقت یہ ہے کہ نمازہ جنازہ ایک نماز ہے اور نماز کے متعلق نبی ﷺ نے یہ عام قانون ارشاد فرمایا ہے:

لاصلوۃ لمن لم یقرأ بفاتحة الکتاب (بخاری و مسلم)

''اس شخص کی نماز نہیں ہے کہ جو نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا۔''

دوسری حدیث میں ہے:

من صلی صلوۃ ولم یقرأ فیھا بام القرآن فھی خداج ثلثا غیر تمام (صحیح مسلم (۸۷۸)

''جو شخص نماز پڑھے اور نماز میں سورۃ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز ناقص ہے تین مرتبہ فرمایا اور فرمایا اس کی نماز نامکمل ہے۔''

معلوم ہوا کہ سورۃ فاتحہ کے بغیر نماز کا تصور بھی ممکن نہیں ہے۔ اس قدر دلائل کے موجود ہونے کے باوجود بھی تقلید کی بناء پر انہیں تسلیم نہ کرنا کس قدر بدقسمتی کی بات اور تعصب پرستی ہے۔

نماز جنازہ میں دعائیں:

نبی ﷺ سے نماز جنازہ میں مختلف دعاؤں کا پڑھنا ثابت ہے اور آپ ان دعاؤں کو بلند آواز سے پڑھا کرتے تھے۔ اور ان دعاؤں کو سن کر صحابہ کرام یاد کر لیا کرتے تھے اور پھر انہوں نے امت تک ان دعاؤں کو منتقل کر دیا۔

(۱) اللھم اغفر لہ وارحمہ وعافہ واعف عنہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ واغسلہ بالماء والثلج والبرد، ونقہ من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس، وابدلہ دارا خیرا من دارہ، واھلا خیرا من اھلہ، وزوجا خیرا من زوجہ، وادخلہ الجنۃ واعذہ من عذاب القبر وعذاب النار (مسلم ۳/۶۶۳)

''اے اللہ! اس (میت) کو بخش دے اس پر رحم کر اسے عافیت دے اسے معاف

کردے اور اس کی مہمانی باعزت کر اور اس کے داخل ہونے کی جگہ وسیع کردے اور اسے پانی، برف اور اولوں کے ساتھ دھو دے اور اسے گناہوں سے اس طرح صاف کردے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا اور اسے اس کے گھر کے بدلے بہتر گھر، گھر والوں کے بدلے بہتر گھر والے اور بیوی کے بدلے بہتر بیوی عطاء کر اور اسے جنت میں داخل کر اور اسے قبر کے عذاب اور آگ کے عذاب سے پناہ دے۔''

نبی ﷺ نے اس دعاء کو بلند آواز سے پڑھا تھا یہی وجہ ہے کہ جب عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ دعا سنی تو انھوں نے یہ تمنا کی کہ کاش یہ جنازہ میرا ہوتا اور نبی ﷺ مجھ پر اس دعاء کو پڑھتے۔

اسی طرح دوسرے صحابہ کرامؓ سے بھی مختلف دعاؤں کا ثبوت موجود ہے مثلاً مشہور دعاء:

"اللهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا، وغائبنا وصغيرنا وكبيرنا وذكرنا وانثانا، اللهم من احييته منا فاحيه على الاسلام، ومن توفيته منا فتوفه على الايمان، اللهم لا تحرمنا اجره ولا تضلنا بعده"

''اے اللہ! ہمارے زندہ، ہمارے مردہ، ہمارے حاضر، ہمارے غائب، ہمارے چھوٹے، ہمارے بڑے، ہمارے مرد اور ہماری عورتوں کو بخش دے۔ اے اللہ! تو ہم میں سے جسے زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور جسے مارے اسے ایمان پر مار، اے اللہ! ہمیں اس کے اجر سے محروم نہ کر اور ہمیں اس کے بعد گمراہ نہ کر۔''

(ابن ماجہ: ۱/۴۸۰، احمد ۲: ۳۶۸/، ابوداؤد، ترمذی)

مقتدیوں کا دعا کے وقت اونچی آواز سے آمین کہنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے، اس لئے

بہتر یہی ہے کہ مقتدی دل میں آہستہ آمین کہیں۔ نیز مقتدی بھی یہ دعائیں پڑھیں۔

ایک طرف سلام:

۱) جناب ابوھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ان رسول اللہ ﷺ صلّی علی جنازة فکبّر علیها اربعا، وسلم تسلیمة واحدة (دارقطنی (۱۹۱)، حاکم (۱/۳۶۰)، البیهقی (۴/۴۳) وقال البانی اسناده حسن (احکام الجنائز ۱۲۸)

''رسول اللہ ﷺ نے ایک جنازہ پر نماز ادا فرمائی پس آپ نے اس پر چار تکبیرات کہیں اور صرف ایک سلام پھیرا''

۲) ابوامامہؓ نے بھی نماز جنازہ کا سنت طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا! ثم تسلم فی نفسه عن یمینه پھر اپنے دائیں طرف سلام پھیرے آہستہ آواز میں (المنتقی) یہ روایت قراءت کے عنوان میں مفصل گزر چکی ہے۔

صحابہ کرام کی ایک جماعت مثلاً علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، جابر بن عبداللہ، عبداللہ بن ابی اوفی، ابوھریرہ (مستدرک حاکم) واثلہ ابن الاسقع اور ابوامامہ وغیرھم سے صرف ایک طرف سلام پھیرنا ثابت ہے۔ (السنن الکبری للبیهقی (۴/۴۳)۔

جس روایت میں دونوں طرف سلام پھیرنے کا ذکر ہے۔ (السنن الکبری ۴/۴۳) اس روایت ایک راوی ابراهیم بن یزید النخعی مدلس ہے اور اس نے اس حدیث کو عن سے روایت کیا ہے۔ نیز اس سلسلہ کی کوئی روایت بھی صحیح نہیں ہے۔

(تنبیہ) نماز جنازہ کے بعد دوبارہ اجتماعی دعاء کرنا نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے بلکہ یہ ایک

بدعت ہے۔ اسی طرح نمازہ جنازہ کے بعد حیلہ اسقاط کا عمل بھی بدعت وضلالت ہے جو مولویوں نے صرف اپنے پیٹ کے جہنم کو بھرنے کیلئے اسے ایجاد کیا ہے۔ البتہ دفن کے بعد میت کے لئے مغفرت اور ثابت قدمی کی دعاء ثابت ہے جناب عثمان غنی رضی الہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی میت کو دفن کرتے تو قبر پر ٹھہر جاتے اور فرماتے: اپنے بھائی کے لئے مغفرت اور ثابت قدمی کی دعاء کرو کیونکہ اس وقت اس (میت) سے قبر میں سوال کیا جارہا ہے۔ (ابوداؤد (۳۲۲۳)، مستدرک (۱/۳۷۰) البیہقی (۴/۵۶)

نماز جنازہ کے دیگر مسائل

۱) صلوۃ الجنازۃ، جنازہ گاہ (موضع الجنائز) میں ادا کی جائے جو مسجد کے ساتھ ملحق ہو۔ (صحیح بخاری، مسند احمد، مستدرک حاکم)

۲) مسجد میں بھی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ (صحیح مسلم)

۳) مرد کے جنازہ میں امام اس کے سر کے مقابل اور عورت کے جنازہ میں وسط میں کھڑا ہو۔ (مسند احمد، بخاری ومسلم)

۴) امام تعلیم کے لئے قراءت اور دعائیں بلند آواز سے پڑھے۔ تاکہ لوگوں کو ان کا علم ہوجائے۔ (بخاری ومسلم)

۵) ساقط (مردہ پیدا ہونے والے) بچے پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

جناب مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

والسقط يصلى عليه ويدعى لوالديه بالمغفرة والرحمة (مسند احمد (٤/٢٤٩)، مسند الطيالسى (٧٠١، ٧٠٢) الموسوعة

مسند احمد (۳۰/ ۱۱۰) رقم ۱۸۱۷٤، ۱۸۱۸۱)

''ساقط بچہ پر نماز پڑھی جائے گی اور اس کے والدین کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعاء کی جائے گی۔''

یعنی ان کے لئے اللھم اغفر لوالدیه وارحھما اے اللہ تو اسکے والدین کی مغفرت فرما اوران دونوں پر رحم فرما۔ کے الفاظ ادا کئے جائیں گے

تعزیت کا مسنون طریقہ:

میت والے یہ دعاء پڑھیں:

انا لله وانا الیه راجعون اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلف لی خیرا منھا (صحیح مسلم (۲۱۲۷) کتاب الجنائز

''بے شک ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف پلٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! مجھے اس مصیبت میں اجر عطاء فرما اور اس کا نعم البدل عطاء فرما''۔

یہ دعاء ہر طرح کی مصیبت، نقصان اور تکلیف میں پڑھی جاسکتی ہے، اس دعاء کو یقین سے پڑھنے والے کو وہی چیز یا اس کا نعم البدل مل جائے گا۔

ایک حدیث میں ہے:

اذا حضرتم المریض ا والمیت فقولوا خیرا فان الملئکة یؤمنون علی ماتقولون (صحیح مسلم (۲۱۲۹)

''جب تم کسی مریض یا میت کے پاس جاؤ تو وہاں کلمہ خیر ادا کرو کیونکہ تم جو کچھ بھی کہتے

ہوتو فرشتے اس پر آمین کہتے ہیں''۔

.ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی موت کے وقت تشریف لے گئے ان کی آنکھیں پتھرا گئیں تھیں۔آپ نے ان کو بند کر دیا اور فرمایا جب روح قبض کی جاتی ہے تو آنکھیں اس کے پیچھے (کھلی کی کھلی) رہ جاتی ہیں۔(یہ سن کر ان کے گھر والے بلند آواز سے چلائے۔آپ نے فرمایا اس وقت سوائے کلمہ خیر کے کوئی کلمہ بھی اپنی زبان سے نہ نکالو کیونکہ تم جو بات بھی کہو گے تو فرشتے اس پر آمین کہیں گے پھر آپ نے کہا:

اللهم اغفر لابی سلمة وارفع درجته فی المهديين واخلفه فی عقبه فی الغابرين واغفرلنا وله يارب العالمين وافسح له فی قبره ونورله فيه (صحيح مسلم (٢١٣٠)

''اے اللہ! ابوسلمہ کی مغفرت فرما اور ہدایت پانے والوں میں ان کا درجہ بلند فرما اور ان کے بعد پیچھے رہ جانے والوں میں تو ان کا خلیفہ بن جا اور اے رب العالمین ہمیں بھی بخش دے اور ان کی بھی مغفرت فرما۔اور ان کی قبر ان پر کشادہ فرما اور اسے نور سے منور فرما''

ابوسلمہ کی جگہ میت کا نام لے۔

میت والوں سے ان الفاظ میں تعزیت کرے۔

ان لله ما اخذ وله ما اعطی وکل شیء عنده باجل مسمی فلتصبر والتحتسب (بخاری ١٢٨٤) مسلم (٢١٣٥)

''اللہ ہی کا ہے جو اس نے لیا اور اسی کا ہے جو اسنے دیا اور اس کے پاس ہر چیز مقررہ وقت کے ساتھ ہے (یعنی اس نے ہر چیز کا وقت مقرر کر دیا ہے) اس لئے تمہیں

چاہیے کہ صبر کرو اور ثواب کی نیت رکھو۔"

میت والوں کے پاس دعاء کرتے وقت اگر ہاتھ بھی اٹھا کر دعاء کرے تو اس میں کوئی ہرج نہیں۔

۱) جناب عبداللہ بن جعفر طیار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں (اس تفصیلی روایت میں ہے کہ) جعفر طیارؓ کی شہادت کے تین دن بعد آپؐ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ بلند کر کے دعاء کی:

"اے اللہ جعفر کے پیچھے اسکے اہل (وعیال) کا والی بن جا اور عبداللہ کے ہاتھ میں برکت دے۔ یہ بات آپ نے تین مرتبہ کہی۔ (مسند احمد (۱/۲۰۴) حدیث نمبر (۱۷۵۰) الموسوعہ مسند احمد (۳/۲۷۹) طبقات ابن سعد (۴/۳۶) السنن الکبریٰ للنسائی (۸۶۰۴)۔

۲) ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا پانی منگوایا اور وضو فرمایا پھر آپ نے ہاتھ اٹھائے اور (دعا کرتے ہوئے) کہا: اللھم اغفر لعبید ابی عامر (اے اللہ! عبید ابو عامر کی مغفرت فرما۔) اور میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی کو دیکھا۔ اور فرمایا۔ "اے اللہ! قیامت کے دن اپنی مخلوق میں سے اسے بلند فرما۔"

(بخاری کتاب الدعوات باب الدعاء عند الوضوء (۴۳۲۳_۶۳۸۳) (مسلم ۶۴۰۶)

۳) عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ان کی باری کی ایک رات میں نبی ﷺ بقیع کے قبرستان تشریف لے گئے میں بھی آپ کے پیچھے گئی۔ فاطال القیام ثم رفع یدیه ثلاث مرات (پس آپ نے وہاں طویل قیام کیا پھر آپ نے تین مرتبہ ہاتھ اٹھا کر دعاء فرمائی) (اس طویل حدیث میں ہے کہ جناب جبریل علیہ السلام نے آپ سے فرمایا:) آپ کا رب آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ اھل البقیع کے پاس آئیں اور ان کے لئے مغفرت کی دعاء

کریں۔،، (مسلم (۲۲۵۶) کتاب الجنائز باب مایقال عند دخول القبور والدعاء لاھلھا) اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے (ان الفاظ میں دعاء فرمائی) : **اللھم اغفر لا ھل بقیع الغرقد** (اے اللہ! البقیع الغرقد والوں کی مغفرت فرما)۔ مسلم (۲۲۵۵)

ان احادیث سے دعاء مغفرت کے وقت ہاتھ اٹھانے کا جواز نکلتا ہے۔ ایک حدیث میں دُعاء کے وقت ہاتھ اٹھانے کی تعلیم ان الفاظ کے ساتھ دی گئی ہے:

ان ربکم حّي کريم يستحي من عبده اذا رفع يديه اليه ان يردهما صفرا رواه الترمذي(٣٥٥٦) و ابو داؤد(١٤٨٨) و البيهقي في الدعوات الكبير(١/١٣٧ ح ١٨٠، ١٨١)(مشكلة المصابيح (٢٢٤٤) ابن ماجه(٣٨٦٥)، مستدرك(١/٤٩٧)، شرح السنة (٥/١٨٥) طبراني كبير(١٢/٤٢٣) عن سلمان فارسي

وقال الحافظ زبير عليزئي:حسن (مشكاة) وقال الباني: صحيح

”تمہارا پروردگار (اور دوسری روایت میں ہے بے شک اللہ تعالیٰ) بہت حیادار ہے اور کریم ہے اور وہ حیاء کرتا ہے اپنے بندے سے جب کہ وہ اس کی طرف (دعاء کے لئے) ہاتھ اٹھائے اور وہ ان (ہاتھوں کو) خالی پھیر دے“

اس حدیث سے واضح ہوا کہ بندہ جب دعاء کرے تو دعاء کے وقت ہاتھوں کو بھی اٹھائے، کیونکہ دعاء میں ہاتھوں کا اٹھانا قبولیت دعاء کا سبب بن جاتا ہے۔ اور یہ حدیث دعاء کے وقت ہاتھوں کے اٹھانے کی فضیلت پر انتہائی عظیم الشان حدیث ہے۔ نیز دعاء میں ہاتھ اٹھانے کی احادیث اس کثرت سے وارد ہیں کہ اہل علم نے ان احادیث کو متواتر قرار دیا ہے۔ دیکھئے فتح الباری (۱۱/۱۴۲)۔

تعزیت کے وقت عموماً جولوگ آتے ہیں وہ تعزیت کے مسنون طریقہ سے ناواقف ہوتے ہیں اور انھیں مسنون دعائیں یاد نہیں ہوتیں اگر دس افراد دعاء کے لئے آگئے تو ہر فرد اونچی آواز سے کہے گا دعاء کرو پھر دوسرا کہے گا دعاء کرو۔اور تمام لوگ ان کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر دعاء کرتے ہیں۔جب کہ بعض لوگ سگریٹ نوشی میں لگے ہوتے ہیں کچھ کے منہ میں پان ہوتے ہیں اور کچھ کے منہ میں نسوار۔لیکن عادت کے طور پر سب ہاتھ اٹھا لیتے ہیں اور مسنون دعاء کسی کو بھی نہیں آتی الاّ ماشااللہ۔نیز جو شخص تعزیت کے لئے آتا ہے اسے بار بار ہاتھ اٹھانے پڑتے ہیں اور اس طرح تعزیت کے عمل میں بدعت کا عنصر شامل ہو جاتا ہے۔مسنون طریقہ یہی ہے کہ اہل میت کے ہاں جا کر انھیں تعزیت والی دعاء کے ساتھ صبر کی تلقین کریں۔پھر میت کے لئے مغفرت کی دعاء کریں اور دعاء کے وقت ہاتھ اٹھا کر میت کے لئے دعاء مغفرت کرلے۔تو اس کا یہ عمل درست ہے اور دعاء کے بعد واپس آجائیں۔ممکن ہو تو اہل میت کو تعزیت کا مسنون طریقہ بتادیں اور وہاں موجود تمام لوگوں کو بھی اس کی تعلیم دیں۔بعض لوگ تعزیت کے وقت دعاء کا بالکل انکار کر دیتے ہیں تو یہ ان حضرات کی جہالت ہے اس لئے کہ جہاں نبی ﷺ سے دعاء ثابت ہے۔ وہاں دعاء کا پڑھنا مسنون عمل ہے اور اہل ایمان کو اس پر عمل پیرا ہونا چاہیے۔

زیارت القبور کا مسنون طریقہ :-

(۱) زیارت القبور کا مقصد:۔

قبور کی زیارت کا مقصد عبرت حاصل کرنا اور اہل قبور کے لئے مغفرت کی دعاء کرنا ہے۔ البتہ مشرکین کے لئے مغفرت طلب کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کے نبی ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی اور آپ رو پڑے اور ان لوگوں کو بھی رلا دیا جو آپ کے ارد گرد تھے پھر فرمایا: میں نے اپنے رب سے اجازت طلب

کی تھی کہ اپنی والدہ کے لئے مغفرت کی دعاء کروں مجھے اس کی اجازت نہیں دی گئی (قرآن کریم میں مشرکین کے لئے مغفرت طلب کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ دیکھئے سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۱۳) اور میں نے اجازت طلب کی کہ ان کی قبر کی زیارت کروں تو مجھے اس کی اجازت دی گئی لہذا تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ موت کو یاد دلاتی ہیں۔،، (صحیح مسلم (۲۲۵۹) ابن ماجہ (۱۵۷۲) مسند احمد ( ) تفسیر ابن کثیر۔

امام ابن ماجہ نے اس حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے: باب ماجاء فی زیارۃ قبور المشرکین (مشرکین کی قبور کی زیارت کرنے کا بیان) اور اس باب کے تحت یہ حدیث بیان کی ہے۔ جناب عبداللہ بن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک عربی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ میرا والد صلہ رحمی کیا کرتا تھا اور وہ ایسا تھا اور ایسا تھا (یعنی بہت نیک تھا) اب وہ کہاں ہوگا؟ آپ نے فرمایا: وہ جہنم میں ہے (کیونکہ وہ مشرک تھا) تو گویا اس بات سے اس کو تکلیف ہوئی پس اس نے کہا کے اللہ کے رسول آپ کا والد کہاں ہے؟ پس رسول ﷺ نے فرمایا تو جب بھی کسی مشرک کی قبر کے پاس سے گزرے تو اسے آگ (جہنم) کی بشارت سنا دو پھر وہ اعرابی مسلمان ہوگیا۔ اور کہا کہ مجھے رسول ﷺ نے ایک ذمہ داری سونپی تھی چنانچہ میں جب کسی کافر کی قبر سے گزرا تو میں نے اسے جہنم کی بشارت سنائی۔،، (ابن ماجہ ۱۵۷۳) صحیح مسلم میں یہ حدیث مختصر ہے۔

انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا اے اللہ کے رسول! میرا والد کہاں ہوگا؟ آپ نے فرمایا۔ وہ جہنم میں ہے پس جب وہ شخص پیٹھ پھیر کر جانے لگا تو آپ نے فرمایا! بے شک میرا والد اور تیرا والد دونوں جہنم میں ہیں۔ (صحیح مسلم (۵۰۰) اس حدیث پر جو باب قائم ہے اس کے الفاظ ہیں جو شخص کفر پر مرگیا پس وہ جہنمی ہے اسے نہ تو کسی کی شفاعت اور نہ مقربین کی قرابت اور رشتہ داری کام آئے گی۔) بہر حال کافرین و مشرکین کی قبروں کی زیارت کے

وقت ان کے ۔لئے دعاء مغفرت وغیرہ نہیں ہے بلکہ انہیں جہنم کی بشارت سنانی ہے۔اور ان سے عبرت حاصل کی جائے کہ وہ بدنصیب کافر ومشرک مرگئے اور جہنم کا ایندھن بن گئے۔

(تنبیہ)

رسول ﷺ کے والدین کے متعلق یہ مشہور ہے کہ ان کو زندہ کیا گیا اور کلمہ پڑھ کر وہ مر گئے لیکن یہ کھلا جھوٹ ہے اور اس طرح کی کوئی روایت ثابت نہیں ۔ ہے اور نہ اللہ تعالی کا یہ قانون ہے کہ مرنے کے بعد کسی کو ایمان کی دولت عطاء فرمائے۔

جناب عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا لیکن اب تم ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ قبریں دنیا سے بے رغبتی پیدا کرتی ہیں اور آخرت یاد دلاتی ہیں۔(ابن ماجہ (۱۵۷۱)۔

ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ بے شک یہ آخرت کو یاد دلاتی ہیں۔(ابن ماجہ (۱۵۶۹)

جناب انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے منع کر دیا تھا۔سنو اب تم ان کی زیارت کیا کرو کیونکہ قبریں دل کو نرم کرتی ہیں اور آنکھوں سے آنسو بہاتی ہیں۔ آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔اور ہجر (جدائی) کے الفاظ نہ کہو،،(مستدرک (۱/۳۷۶)

۲) دوسرا مقصد اہل القبور پر سلام بھیجنا:

جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ انہیں یہ تعلیم دیتے تھے کہ جب قبرستان جائیں تو یہ کلمات کہیں۔

السلام علیکم اھل الدیار من المومنین وا لمسلمین وا نا ان شاء الله بکم للا حقو ن نسا ل الله لنا ولکم العا فیة (صحیح مسلم (۲۲۵۷) مشکوة المصابیح (۱۷٦٤)

''سلام ہوتم پر اے گھر والو مؤمنین میں سے اور مسلمین میں سے اور ہم بھی اگر اللہ نے چاہا تو تم سے ملنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے ہم اپنے لئے اور آپ کے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں''۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول ﷺ میری باری کی ہر رات کے آخری پہر میں بقیع تشریف لے جاتے اور فرماتے۔

السلام علیکم دار قو م مومنین واتا کم ماتو عدون غدا موجلون و انا ان شاء اللّٰہ بکم للا حقون اللھم اغفر بقیع الغر قد (مسلم (۲۲۵۵)۔مشکوة (۱۷٦٦)

''سلامتی ہو تم پر اے مومنین قوم کے گھر والو اور تمھارے پاس وہ چیز آئی کہ جس کا تم سے کل کا وعدہ کیا گیا تھا (یعنی موت) اور تم کو ایک مدت معین تک مہلت دی گئی اور ہم بھی اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تمہارے پاس آنے والے ہیں اے اللہ بقیع غرقد والوں کو بخش دے۔''

۳) تیسرا مقصد اہل القبور کے لئے دعاء مغفرت۔

قبرستان جانے کا تیسرا مقصد اہل القبور کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنا ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مفصل روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جناب جبریل آئے تھے اور انھوں نے مجھے کہا کہ آپ کا رب آپ کو حکم دیتا ہے کہ آپ بقیع والوں کے لئے مغفرت کی

دعاء طلب کریں۔ (مسلم) یہ روایت پیچھے گزر چکی ہے۔

عورتوں کے لئے زیارت القبور کا جواز

رسول ﷺ نے ابتداء میں لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کر دیا تھا جب صحابہ کرامؓ کی تربیت اور اصلاح ہو گئی۔ اور یہ خدشا باقی نہ رہا کہ کوئی شخص قبر پرستی اور شرک میں مبتلا ہو گا تو قبروں کی زیارت کا حکم دے دیا گیا چنانچہ اس سلسلے کے چند دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) جناب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ **نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا** (صحیح مسلم (۲۲۶) ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا (لیکن اب اس کی اجازت دیتا ہوں) پس تم قبروں کی زیارت کیا کرو،،

اس حدیث سے جہاں مردوں کے لئے قبروں کی زیارت کا جواز نکلتا ہے وہاں عورتیں بھی اس حکم میں داخل ہیں کیونکہ:

۱) نبی ﷺ نے اس حکم سے عورتوں کو مستثنیٰ قرار نہیں دیا۔

۲) اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ: ''میں نے تمہیں تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت جمع کرنے سے منع کر دیا تھا لیکن اب جتنی دیر چاہو رکھو،، (مسلم ۲۲۶۰) اب جس طرح کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ حکم صرف مردوں کے لئے ہے اور عورتیں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔ اسی طرح زیارت القبور کا اس حدیث سے مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے جواز ثابت ہوتا ہے۔

۳) عبداللہ بن ابی ملیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبرستان میں سے آ رہی تھیں میں نے عرض کیا کہ آپ کہاں سے تشریف لا رہی ہیں؟ انھوں

نے فرمایا کے میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہما کی قبر سے آ رہی ہوں میں نے عرض کیا کیا رسول ﷺ نے (عورتوں کو) قبروں کی زیارت کرنے سے منع نہیں فرمایا؟ انھوں نے فرمایا کہ جی ہاں لیکن پھر ہمیں قبروں کی زیارت کا حکم دیا گیا۔ (مستدرک (۱/۳۷۶) السنن الکبری للبیہقی (۴/۷۸)

اور ابن ماجہ (۱۵۷۰) کی حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ ''رسول ﷺ نے زیارت القبور کی رخصت عطاء فرمادی تھی''

علامہ ذھبیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا (۱/۳۷۶) اور علامہ البوصیری نے فرمایا اسنادہ صحیح ورجالہ ثقات (الزوائد (۱/۹۸۸) وھو کما قالد (احکام الجنائز ص ۱۸۱)

یہ حدیث ناسخ ہے! اگر ممانعت کا کوئی حکم موجود بھی ہو تو وہ اس حدیث سے منسوخ ہوگا۔ اس حدیث سے واضح ہوا کہ عورتیں بھی قبرستان کی زیارت کر سکتی ہیں۔ جس روایت میں ہے کہ اگر میں عبدالرحمٰن بن ابی بکر کے دفن کے وقت ان کے پاس موجود ہوتی تو کبھی بھی قبر کی زیارت کے لئے حاضر نہ ہوتی۔ (ترمذی ۱۰۵۵)، ابن ابی شیبہ (۴/۱۴۰) مشکوۃ (۱۷۱۸) لیکن یہ روایت ابن جریج کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

۳) عائشہ صدیقہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کی باری کی ایک رات نبی ﷺ بقیع تشریف لے گئے، عائشہؓ بھی آپ کے پیچھے پیچھے بقیع قبرستان پہنچ گئیں۔ اس حدیث کے آخر میں ہے کہ عائشہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول جب میں قبرستان کی زیارت کروں تو کیا دعا پڑھوں آپ نے فرمایا کہ یہ الفاظ کہو!

السلام علیکم اھل الدیار من المومنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقدمین منا والمستاخرین وانا ان شاء اللہ بکم للاحقون

(صحیح مسلم (۲۲۵۶) مشکوۃ (۱۷۶۷)

''سلامتی ہوا ے گھر والو مومنین اور مسلمین میں سے۔ اور اللہ تعالیٰ رحم فرمائے ہم میں سے پہلے آنے والوں اور پیچھے رہ جانے والوں پر اور بے شک اگر اللہ نے چاہا تو ہم تم سے ملنے والے ہیں''

۴) انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کے پاس رو رہی تھی۔ آپ نے فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر اختیار کر۔ وہ کہنے لگی دور ہو جا اس لئے کہ تجھے مجھ جیسی مصیبت نہیں پہنچی۔ اس عورت نے آپ کو نہیں پہچانا۔ (آپ وہاں سے تشریف لے گئے) تو اس عورت سے کہا گیا یہ نبی ﷺ تھے۔ پس وہ نبی ﷺ کے دروازہ پر آئی اور وہاں کسی دربان کو نہ دیکھا کہنے لگی میں نے آپ کو نہیں پہچانا تھا۔ آپ نے فرمایا: صبر صدمہ کے شروع میں ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری) کتاب الجنائز باب زیارۃ القبور (۱۲۸۳) نیز ملاحظہ فرمائیں: ۱۲۵۲، ۱۳۰۲، ۱۵۴، ۷۔ صحیح مسلم (۲۱۴۰)

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ عورتیں قبرستان جا سکتی ہیں البتہ وہاں قبروں پر رونا دھونا اور جزع وفزع سے منع کیا گیا ہے۔ آپ نے اس عورت کو رونے سے تو منع فرمایا لیکن قبرستان آنے سے نہیں روکا۔ امام بخاری نے اس حدیث پر ایک باب زیارۃ القبور کا بھی قائم کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کے نزدیک بھی عورتیں قبرستان جا سکتی ہیں۔

ممانعت کی احادیث کی تحقیق:۔

ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

لعن رسول الله ﷺ زوارات القبور (ابن ماجه (١٥٧٦)، الترمذي (١٠٥٦) ابن حبان (٧٨٩)، البيهقي (٤/٧٨)، مسند احمد (٢/٣٣٧).

''رسول اللہ ﷺ نے کثرت کے ساتھ قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:

لعن الله زوارات القبور (البيهقي (٤/٧٨)، مسند طيالسى (١/١٧١)

''اللہ تعالیٰ نے بہت زیادہ کثرت کے ساتھ قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

اس سلسلہ میں حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بھی روایت موجود ہے۔ (الاحکام ص ۱۸۵)۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اور بعض اہل علم کی یہ رائے ہے کہ اس حدیث کا تعلق رخصت دینے سے قبل کا ہے اور جب آپ نے رخصت دے دی تو مرد اور عورتیں دونوں اس اجازت میں شامل ہیں۔''

علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ ''لعنت مذکور کا تعلق ان عورتوں سے ہے کہ جو کثرت کے ساتھ قبروں کی زیارت کے لئے جاتی ہیں کیونکہ زوّارات مبالغہ کا صیغہ ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس طرح سے شوہر کے حقوق ضائع ہوتے ہیں، اور عورتیں مردوں کو اپنی زیب و زینت دکھاتی ہیں۔ اور عورتوں کا قبروں پر چیخ و پکار کر کے رونا وغیرہ جیسے امور ہیں اور کہا گیا ہے کہ جب ان تمام باتوں سے امن ہو تو پھر ان کے لئے ممانعت نہیں ہے اس لئے کہ موت کو یاد کرنا عورتوں اور مردوں دونوں کے لئے (ضروری) ہے (احکام الجنائز ص ۱۸۷)

ذکر چند بدعات اور دیگر مسائل کا:

مرنے والے کے قریب سورۃ یسین کی تلاوت کرنے والی کوئی روایت صحیح نہیں ہے۔(احکام الجنائز ص۲۰،فقہ الحدیث (۱/۵۹۹)۔

دفن کے بعد قبر پر سورۃ البقرۃ کی شروع کی اور آخری آیات پڑھنے والی عبداللہ بن عمرؓ کی مرفوع وموقوف دونوں روایتیں ضعیف ہیں۔(احکام الجنائز ص۱۹۲۔۲۵۶) اور صحیح حدیث میں قبرستان میں تلاوت قرآن کی ممانعت آئی ہے۔(مسلم (۱۸۲۴) اور جمہور اسی کے قائل ہیں(احکام الجنائز ص۲۶۲)،فقہ الحدیث (۱/۶۵۳)

دفن کے بعد قبر پر اذان دینا بدعت ہے۔

قبروں کو پختہ بنانا،ان پر کوئی عمارت یا مسجد تعمیر کرنا،ان پر بیٹھنا،قبروں پر کوئی کتبہ آویزاں کرنا یہ تمام امور ممنوع اور ناجائز ہیں۔(مسلم (۲۲۴۵) ابوداؤد (۳۲۲۶) ترمذی1052)

دفن کے وقت قبر پر مٹی ڈالتے ہوئے آیت منھا خلقنکم ...... پڑھنے والی روایت سخت ضعیف ہے۔(مسند احمد (۲۵۴/۵) مستدرک (۳۷۹/۲) البیہقی (۴۰۹/۳) الموسوعہ مسند احمد (۴۲۵/۳۶) ح ۲۲۱۸۷)۔

جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے اونچی آواز سے ذکر کرنا بدعت ہے۔صحابہ کرامؓ اس چیز کو ناپسند کرتے تھے۔(البیہقی ۷۴/۴)

کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں ہے سوائے بیوہ کے جو اپنے شوہر پر چار ماہ دس دن سوگ کرے گی (یعنی عدت گزارے گی) (بخاری (۱۲۸۰)،مسلم (۳۷۴۰)

میت پر نوحہ کرنا یعنی چیخ وپکار کے ساتھ رونا،گالوں کو پیٹنا،سینہ کوبی کرنا،گریبان چاک کرنا،

غم کے اظہار کے لئے سر کو منڈوانا (یا کالے کپڑے پہننا) وغیرہ ناجائز و حرام ہے۔
(بخاری (۱۲۹۷) مسلم (۲۸۵-۲۸۸)

میت کے دفن کے بعد اہل میت کے ہاں لوگوں کا جمع ہونا اور میت کے گھر کھانا تیار کرنا جائز نہیں بلکہ نوحہ کی طرح حرام ہے۔ (مسند احمد (۲/۲۰۵ ح ۶۹۰۵)، ابن ماجہ (۱۶۱۲) حدیث صحیح (الموسوعة مسند احمد (۱۱/ ۵۰۵)

قبروں پر عرس میلہ منانا، ناچ، رنگ اور گانے کی محفلیں جمانا، عورتوں اور مردوں کے مخلوط اجتماع، قبروں پر جانور ذبح کرنا، آلات موسیقی استعمال کرنا، کسی مزار کی زیارت کے لئے سفر کرنا، قبروں پر چراغاں کرنا یا آگ جلانا وغیرہ یہ تمام کام ناجائز اور حرام ہیں اور جاہلیت کے کام ہیں جن سے بچنا ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

اہل میت کے لئے تیجہ، ساتواں، دسواں، جمعرات، چالیسواں، اور برسی منانا اور اس میں مختلف کھانے تیار کرنا، نیز مولویوں سے ختم یا فاتحہ دلوانا، قرآن خوانی کرنا وغیرہ۔ یہ تمام کی تمام بدعات ہیں جو اہل بدعت نے پیٹ کے جہنم کو بھرنے کے لئے ایجاد کی ہیں۔ اور عوام الناس ان بدعات کو اب فرائض سے بھی اونچا مقام دے چکے ہیں اور ان کے تارک کو وہ قابل نفرت سمجھتے ہیں جبکہ فرائض کے تارک کو وہ کچھ نہیں کہتے۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جمعرات، شب برأت وغیرہ میں روحیں آتی ہیں اور وہ دیکھتی ہیں کہ ان کے لئے کیا کچھ تیار کیا گیا ہے اگر مختلف کھانے، کھیر، حلوہ وغیرہ تیار نہ کیا گیا ہو تو وہ ناراض ہو کر لوٹ جاتی ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ روحیں تو ضرور آتی ہیں لیکن وہ مردوں کی نہیں بلکہ زندہ مولویوں کی ہوتی ہیں جو تمام پلیٹوں کو صاف کر کے چلی جاتی ہیں۔ روحیں دنیا سے چلے جانے کے بعد واپس نہیں آسکتیں۔ قرآن و حدیث کا یہی فیصلہ ہے۔ (یسین: ۳۱، ۵۰، الانبیاء: ۹۵)، مسلم (۱۸۸۷) ترمذی (۳۰۱۰) ابن ماجہ (۱۹۰) وغیرہ۔ تفصیل کے لئے علامہ البانی کی کتاب ''احکام الجنائز'' اور حافظ عمران ایوب لاہوری کی ''فقہ الحدیث'' کا مطالعہ فرمائیں۔

حنفی عوام سے ہماری درخواست

۱) حنفی حضرات نماز جنازہ کی پہلی تکبیر کے بعد سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک وجل ثناءک ولا الہ غیرک پڑھتے ہیں حالانکہ کسی بھی صحیح حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔

۲) حنفی حضرات نماز جنازہ میں جو دورد پڑھتے ہیں یعنی اللھم صلی علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت وسلمت ورحمت وترحمت یہ درود بھی من گھڑت ہے اور کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

۳) اسی طرح بچے اور بچی کی جو الگ الگ دعائیں پڑھی جاتی ہیں ان کا ثبوت بھی نبی ﷺ کی کسی حدیث سے نہیں ملتا۔

حنفی بھائیوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنی نماز جنازہ درست کرلیں اور اسے سنت کے سانچے میں ڈھال لیں کیونکہ خلاف سنت کوئی عمل بھی اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔ حنفی بھائیوں کو چاہئے کہ وہ اپنے علماء سے اس حنفی نماز جنازہ کا ثبوت طلب کریں اور اگر وہ اس کا ثبوت پیش نہ کرسکیں تو پھر وہ حنفیت سے تائب ہوکر محمدی بن جائیں اور محمد ﷺ کی بتائی ہوئی محمدی نماز جنازہ کو سینے سے لگائیں کہ اسی میں کامیابی ہے۔

ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما (الاحزاب ۷۱)

’’اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا تو وہ عظیم کامیابی سے ہمکنار ہوگا۔‘‘

ھذا ماعندی واللہ اعلم بالصواب

مفتی ابوجابر عبداللہ دامانوی

۱۱ شعبان ۱۴۲۵ھ بمطابق ۲۷ ستمبر ۲۰۰۴ء

حافظ زبیر علی زئی

نماز جنازہ پڑھنے کا صحیح و مدلل طریقہ

۱۔وضوء کریں (۱)
۲۔شرائط نماز پوری کریں (۲)
۳۔قبلہ رُخ کھڑے ہو جائیں (۳)
۴۔تکبیر (اللہ اکبر) کہیں (۴)
۵۔تکبیر کے ساتھ رفع یدین کریں (۵)
۶۔اپنا دایاں ہاتھ اپنی بائیں ذراع پر رکھیں (۶)
۷۔دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر، سینے پر رکھیں (۷)
۸۔اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم من ھمزہ ونفخہ ونفثہ پڑھیں (۸)
۹۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں (۹)
۱۰۔سورہ فاتحہ پڑھیں (۱۰)
۱۱۔آمین کہیں (۱۱)
۱۲۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیں (۱۲)

---

(۱) حدیث ''لا تقبل صلوة بغير طهور'' وضوء کے بغیر کوئی نماز نہیں ہوتی / رواہ مسلم فی صحیحہ: (۵۳۵) ۲۲۴/۱ [نیز دیکھئے صحیح بخاری: ۶۲۵۱]

(۲) حدیث ''وصلوا كما رأيتموني أصلي'' اور نماز اس طرح پڑھو جیسے مجھے پڑھتے دیکھا ہے/ رواہ البخاری فی صحیحہ: ۶۳۱

(۳) موسوعۃ الإجماع فی الفقہ الإسلامی (ج ۲ ص ۷۰۴) وانظر صحیح البخاری: ۶۲۵۱

(۴) عبدالرزاق فی المصنف (۴۸۹/۳، ۴۹۰ ح ۶۴۲۸) وسندہ صحیح، وصححہ ابن الجارود بروایتہ فی المنتقی (۵۴۰)

زبان کے ساتھ نماز جنازہ کی نیت ثابت نہیں ہے۔

(۵) عن نافع قال'' كان (ابن عمر) يرفع يديه في كل تكبيرة على الجنازة'' (ابن أبی شیبۃ فی المصنف ۲۹۶/۳ ح ۱۱۳۸۰ وسندہ صحیح)

(۶) البخاری: (۷۴۰) والإمام مالک فی المؤطا (۱۵۹/۱ ح ۳۷۷)

(۷) أحمد فی مسندہ (۲۲۶/۵ ح ۲۲۳۱۳) وسندہ حسن، وعنہ ابن الجوزی فی التحقیق (۲۸۳/۱ ح ۴۷۷)

تنبیہ: یہ حدیث مطلق نماز کے بارے میں ہے جس میں جنازہ بھی شامل ہے کیونکہ جنازہ بھی نماز ہی ہے۔

(۸) سنن ابی داؤد (۷۷۵) وسندہ حسن

(۹) النسائی (۹۰۶) وسندہ صحیح وصححہ ابن خزیمۃ (۴۹۹) وابن حبان (الاحسان: ۱۷۹۷) والحاکم علی شرط الشیخین (۲۳۲/۱) ووافقہ الذھبی وأخطأ من ضعفہ

(۱۰) البخاری (۱۳۳۵) وعبدالرزاق فی المصنف (۴۸۹/۳، ۴۹۰ ح ۶۴۲۸) وابن الجارود (۵۴۰)

☆ چونکہ سورہ فاتحہ قرآن ہے لہذا اسے قرآن (قرأت) سمجھ کر ہی پڑھنا چاہیے۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ جنازہ میں سورۃ فاتحہ قرأت (یعنی قرآن) سمجھ کر نہ پڑھی جائے بلکہ صرف دعا سمجھ کر پڑھی جائے ان کا قول باطل ہے۔

(۱۱) النسائی (۹۰۶) وسندہ صحیح، ابن حبان (الاحسان: ۱۸۰۵) وسندہ صحیح

(۱۲) مسلم فی صحیحہ (۴۰۰/۵۳) وھو صحیح والشافعي فی الأم (۱۰۸/۱) وصححہ الحاکم علی شرط مسلم (۲۳۳/۲) ووافقہ الذھبی وسندہ حسن

۱۳۔ایک سورت پڑھیں (۱)

۱۴۔پھر تکبیر کہیں (۲) اور رفع یدین کریں (۳)

۱۵۔نبی صلی اللہ پر درود پڑھیں (۴) مثلاً

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ، اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی إِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ إِبْرَاھِیْمَ إِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ (۵)

۱۶۔تکبیر کہیں (۶) اور رفع یدین کریں (۷)

۱۷۔میت کے لئے خالص طور پر دعا کریں (۸)

چند مسنون دعائیں درج ذیل ہیں

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَ أُنْثَانَا ،اَللّٰھُمَّ مَنْ أَحْیَیْتَهُ مِنَّا فَأَحْیِهِ عَلَی الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَی الْإِیْمَانِ (۹)

اَللّٰھُمَّ اغْفِر لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَکْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْأَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ ،وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِهِ وَأَھْلًا خَیْرًا مِّنْ أَھْلِهِ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ (۱۰)

اَللّٰھُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِیْ ذِمَّتِکَ وَحَبْلِ جِوَارِکَ ،فَأَعِذْهُ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَأَنْتَ أَھْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ ،اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَهُ ،إِنَّکَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (۱۱)

---

(۱) النسائی (۴/۷۴، ۷۵ ح ۱۹۸۹) وسندہ صحیح (۲) البخاری (۱۳۳۴) ومسلم (۹۵۲)

(۳) ابن أبی شیبۃ (۳/۲۹۶ ح ۱۱۳۸۰) وسندہ صحیح عن ابن عمر رضی اللہ عنہ۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ مکحول، زہری، قیس بن ابی حازم، نافع بن جبیر اور حسن بصری وغیرھم سے جنازے میں رفع یدین ثابت ہے دیکھئے الحدیث: ۳ (ص ۲۰) اور یہی جمہور کا مسلک ہے اور یہی راجح ہے نیز دیکھئے جنازہ کے مسائل فقرہ: ۳

(۴) عبدالرزاق فی المصنف (۳/۴۸۹، ۴۹۰ ح ۶۴۲۸) وسندہ صحیح

(۵) البخاری فی صحیحہ (۳۳۷۰) والبیھقی فی السنن الکبری (۲/۱۴۸ ح ۲۸۵۶)

(۶) البخاری (۱۳۳۴) ومسلم (۹۵۲) (۷) ابن أبی شیبہ (۳/۲۹۶ ح ۱۱۳۸۰) وسندہ صحیح

(۸) عبدالرزاق فی المصنف (۶۴۲۸) وسندہ صحیح وابن حبان فی صحیحہ (الموارد: ۷۵۴) وأبوداود (۳۱۹۹) وسندہ حسن

تنبیہ: اس سے مراد نماز جنازہ کے اندر دعا ہے دیکھئے باب ماجاء فی الدعاء فی الصلوۃ علی الجنازۃ (ابن ماجہ: ۱۴۹۷)

(۹) الترمذی (۱۰۲۴) وسندہ صحیح، وأبوداود (۳۲۰۱) (۱۰) مسلم (۸۵/۹۶۳، وترقیم دارالسلام: ۲۲۳۲)

(۱۱) ابن المنذر فی الاوسط (۵/۴۴۱ ح ۳۱۷۳) وسندہ صحیح، وأبوداود (۳۲۰۲)

اَللّٰھُمَّ إِنَّہُ عَبْدُکَ وَابْنُ عَبْدِکَ وَابْنُ أَمَتِکَ ،کَانَ یَشْھَدُ أَنْ لَّا إِلٰہَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِہِ ،اَللّٰھُمَّ إِنْ کَانَ مُحْسِناً فَزِدْ فِیْ حَسَنَاتِہِ وَإِنْ کَانَ مُسِیئاً فَتَجَاوَزْ عَنْ سَیِّئَاتِہِ ،اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَہُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہُ (۱)

اَللّٰھُمَّ أَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (۲)

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَ أُنْثَانَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا ،اَللّٰھُمَّ مَنْ تَوَفَّیْتَہُ مِنْھُمْ فَتَوَفَّہُ عَلَی الْإِیْمَانِ وَمَنْ أَبْقَیْتَہُ مِنْھُمْ فَأَبْقِہِ عَلَی الْإِسْلَامِ (۳)

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِھٰذِہِ النَّفْسِ الْحَنِیْفِیَّۃِ الْمُسْلِمَۃِ وَاجْعَلْھَا مِنَ الَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِھَا عَذَابَ الْجَحِیْمِ (۴)

۱۸۔ میت پر کوئی دعا موقت (خاص طور پر مقرر شدہ) نہیں ہے (۵) لہٰذا جو بھی ثابت شدہ دعا کر لیں جائز ہے۔ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے قول اور تابعین کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ میت پر کئی دعائیں جمع کی جا سکتی ہیں۔

۱۹۔ پھر تکبیر کہیں (۶)

۲۰۔ پھر دائیں طرف ایک سلام پھیر دیں (۷)

---

(۱) مالک فی الموطا (۱/۲۲۸ ح ۵۳۶) وإسنادہ صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ، موقوف

(۲) مالک فی الموطا (۱/۲۲۸ ح ۵۳۷) وإسنادہ صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ، موقوف

یہ دعا سیدنا ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ معصوم بچے کی میت پر پڑھتے تھے۔

(۳) ابن أبی شیبۃ فی المصنف (۳/۲۹۳ ح ۱۱۳۶۱) عن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، موقوف وسندہ حسن

(۴) ابن ابی شیبہ (۳/۲۹۴ ح ۱۱۳۶۶) وسندہ صحیح، وھو موقوف علی حبیب بن مسلمۃ رضی اللہ عنہ

(۵) ابن ابی شیبہ (۳/۲۹۵ ح ۱۱۳۷۰) عن سعید بن المسیب والشعبی (۱۱۳۷۱) عن محمد (بن سیرین) وغیرھم من آثار التابعین قالوا: لیس علی المیت دعاء موقت (نحو المعنی) وھو صحیح عنھم

(۶) البخاری (۱۳۳۴) ومسلم (۹۵۲)

(۷) عبدالرزاق (۳/۴۸۹ ح ۶۴۲۸) وسندہ صحیح، وھو مرفوع، ابن ابی شیبہ (۳/۳۰۷ ح ۱۱۴۹۱) عن ابن عمر من فعلہ وسندہ صحیح

تنبیہ: نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام پھیرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے ثابت نہیں ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے احکام الجنائز (ص ۱۲۷) میں بحوالہ بیہقی (۴/۴۳) نماز جنازہ میں دونوں طرف سلام والی روایت لکھ کر اسے حسن قرار دیا ہے۔ لیکن اس کی سند دو وجہ سے ضعیف ہے (1) حماد بن ابی سلیمان مختلط ہے اور یہ روایت قبل از اختلاط نہیں ہے (2) حماد مذکور مدلس ہے دیکھئے طبقات المدلسین (۲/۴۵) اور روایت معنعن ہے۔ امام عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: جو شخص جنازے میں دو سلام پھیرتا ہے وہ جاہل ہے جاہل ہے (مسائل ابی داود عن الإمام أحمد ص ۱۵۴ وسندہ صحیح)

جنازہ کے بعض مسائل

۱۔نماز جنازہ میں پانچ تکبیروں کا بھی ثبوت ہے دیکھئے صحیح مسلم ([۲۲۱۶]۷۲/۹۵۷) لیکن چار تکبیریں بہتر ہیں کیونکہ یہ کئی سندوں سے ثابت ہیں مثلاً دیکھئے صحیح بخاری (۱۳۳۴) وصحیح مسلم (۹۵۲)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو چار تکبیروں پر جمع کیا تھا، دیکھئے الاوسط لابن المنذر (۴۳۰/۵) وسندہ صحیح

تنبیہ: اگر جنازہ پڑھنے والا بھول کر تین تکبیریں کہہ کر سلام پھیر دے تو جنازہ ہوگیا، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

[سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے جنازے پر تین تکبیریں کہیں اور (سلام پھیر کر) چلے گئے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ۳۰۳/۳ ح ۱۱۴۵۶ وسندہ صحیح)]

۲۔جس مسلمان میت کا جنازہ چالیس ایسے (صحیح العقیدہ) آدمی پڑھیں جنہوں نے اللہ کے ساتھ کوئی شرک نہ کیا ہو تو اللہ تعالیٰ اس میت کے بارے میں ان کی سفارش قبول فرماتا ہے (مسلم [۲۱۹۹]۵۹/۹۴۸)

۳۔سنن ترمذی میں سیدنا ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ: ''**أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبّر علی جنازۃ فرفع یدیہ فی أول تکبیرۃ .....** '' بےشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے پر تکبیریں کہیں تو آپ نے (صرف) پہلی تکبیر میں (ہی) رفع یدین کیا (ح ۱۰۷۷ وقال: ھذا حدیث غریب)

اس روایت کی سند میں ابوفروۃ یزید بن سنان ضعیف ہے (تقریب: ۷۷۲۷)

دوسرے راوی امام زہری مدلس ہیں (طبقات المدلسین: ۳/۱۰۲، المرتبۃ الثالثہ وشرح معانی الآثار للطحاوی باب مس الفرج ۵۵/۱)

سنن الدارقطنی میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنازے کی پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ نہیں کرتے تھے (۷۵/۲ ح ۱۸۱۴)

یہ سند دو وجہ سے ضعیف ہے۔

ا: اس کا راوی الفضل بن السکن مجہول ہے (احکام الجنائز للالبانی ص ۱۱۶)

ب: دوسرا راوی حجاج بن نصیر ضعیف ہے (دیکھئے تقریب التہذیب: ۱۱۳۹)

معلوم ہوا کہ نماز جنازہ میں رفع یدین نہ کرنے والی دونوں روایتیں ضعیف یعنی مردود ہیں۔ حافظ ابن حجر نے ان دونوں حدیثوں کو ضعیف قرار دیا ہے ''**وإسنادھما ضعیفان ولا یصح فیہ شیئ، وقد صح عن ابن عباس أنہ کان یرفع یدیہ فی تکبیرات الجنازۃ، رواہ سعید بن منصور**''

ان دونوں روایتوں کی سندیں ضعیف ہیں۔ اور اس کے بارے میں (کہ نماز جنازہ میں رفع یدین نہیں کرنا چاہیے) کوئی چیز صحیح نہیں ہے۔ اور ابن عباس سے صحیح ثابت ہے کہ وہ جنازہ کی تکبیروں میں رفع یدین کرتے تھے۔ اسے سعید بن منصور نے روایت کیا ہے۔ (التلخیص الحبیر ۱۴۷/۲ ح ۸۰۷)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما والے اثر کی سند نہیں ملی۔

تنبیہ: یہ بات عجیب وغریب ہے کہ شیخ البانی رحمہ اللہ نے سنن ترمذی وسنن دارقطنی کی دونوں ضعیف سندوں کو ملا کر ''حسن'' قرار دیا ہے۔حالانکہ ان کی تحقیق کے سراسر برخلاف حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ان دونوں سندوں کو ضعیف ہی سمجھتے ہیں۔

۴۔نماز جنازہ سراً بھی ثابت ہے (دیکھئے سنن النسائی ۲۸۱/۱ ح۱۹۹۱ والحدیث :۳ص ۲۵ وسندہ صحیح) اور جہراً بھی ثابت ہے (دیکھئے سنن النسائی ۲۸۱/۱ ح۱۹۸۹ وھدیۃ المسلمین، جدید ص۹۳ وسندہ صحیح)

تنبیہ: اگر تمام مقتدی سورہ فاتحہ فی الجنازہ پڑھنے کے قائل ہوں تو جنازہ سراً پڑھنا افضل ہے اور اگر مقتدی حضرات سورہ فاتحہ فی الجنازہ پڑھنے کے قائل نہ ہوں، انہیں فاتحہ فی الجنازہ کی تعلیم مطلوب ہو تو جنازہ جہراً پڑھنا افضل ہے۔ واللہ اعلم

۵۔نماز جنازہ میں دعائے استفتاح ((**سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک**)) إلخ پڑھنا ثابت نہیں ہے۔دیکھئے مسائل ابی داود (ص۱۵۳) واحکام الجنائز (ص۱۱۹) والأسئلۃ والأجوبۃ الفقھیہ (۲۶۳/۱) والاوسط لابن المنذر (۴۳۶/۵)

تنبیہ: سفیان ثوری اور اسحاق بن راہویہ سے جنازہ میں سبحانک اللھم إلخ پڑھنا ثابت نہیں ہے۔

امام شعبی سے ضعیف سند کے ساتھ مروی ہے کہ ''فی الأولیٰ ثناء علی اللہ'' إلخ (مصنف ابن ابی شیبہ ۲۹۶/۳ ح۱۱۳۷۸) ومصنف عبدالرزاق ۴۹۱/۳ ح۶۴۳۴ ونماز مسنون، عبدالحمید سواتی ص۷۳۰، فیہ سفیان الثوری مدلس وعنعن)

اس میں ثنا سے مراد حمد (سورہ فاتحہ) ہے جیسا کہ شعبی سے ہی دوسری ضعیف سند میں آیا ہے (ابن ابی شیبہ ۲۹۵/۳ ح ۱۱۳۷۵)

محدث عبدالرحمٰن مبارکپوری رحمہ اللہ کا مروجہ دعائے ثنا سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے جائز سمجھنا (کتاب الجنائز ص۵۲) مرجوح اور غلط ہے۔واللہ اعلم

۶۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی رضی اللہ عنہ کا جنازہ پڑھایا تو صحابہ کی دو صفیں بنائیں (صحیح مسلم :۶۶/۹۵۲ وترقیم دار السلام :۲۲۰۹)

جس روایت میں تین صفوں کی فضیلت کا ذکر آیا ہے (سنن ابی داود :۳۱۶۶) اس کی سند محمد بن اسحاق بن یسار کی تدلیس (عن) کی وجہ سے ضعیف ہے۔لہٰذا صفیں طاق ہوں یا جفت، دونوں طرح جائز ہے دیکھئے صحیح البخاری (باب من صف صفین اوثلاثۃ علی الجنازۃ خلف الامام قبل ح:۱۳۱۷)

۷۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو قبر میں سیدنا ابوطلحہ الانصاری رضی اللہ عنہ نے اُتارا تھا، دیکھئے صحیح البخاری (۱۳۴۲ باب من یدخل قبر المرأۃ)

معلوم ہوا کہ فوت شدہ عورت کی چارپائی کو غیر محرم ہاتھ لگا سکتے ہیں اور کندھا دے سکتے ہیں۔

۸۔جنازے کی اطلاع دینا جائز ہے دیکھئے الحدیث :۱۱ص ۱۸۔۲۱ والسنن الکبریٰ للبیہقی (۷۴/۴)

۹۔نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خودکشی کرنے والے کا جنازہ نہیں پڑھا تھا (صحیح مسلم ۱۰۷/۹۷۸ ودار السلام :۲۲۶۲)

۱۰: اگر بچہ مُردہ پیدا ہو یا پیدا ہوتے ہی مرجائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنا صحیح ہے دیکھئے سنن ابی داود (۳۱۸۰ ولفظہ: والسقط یصلی علیه ویدعی لوالدیه بالمغفرة والرحمة ، وإسنادہ صحیح)

محمد بن سیرین (تابعی) نے کہا: اگر بچے کی خلقت پوری ہوجائے تو اس کا جنازہ پڑھنا چاہیے (ابن ابی شیبہ ۳/۳۱۷ ح ۱۱۵۸۸ وسندہ صحیح)

۱۱۔ اگر جوتے پاک ہوں تو جوتوں کے ساتھ فرض نماز ونوافل وسنن وجنازہ پڑھنا جائز ہے۔ دیکھئے صحیح البخاری (۳۸۶) وصحیح مسلم (۵۵۵)

۱۲۔ اگر جنازہ تیار ہو وضو کے لئے پانی نہ ملے اور جنازہ فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو ابراھیم نخعی، عطا بن ابی رباح اور حکم بن عتیبہ کے نزدیک تیمّم کر کے جنازہ پڑھنا جائز ہے (ابن ابی شیبہ ۳/۳۰۵ ح ۱۱۴۶۹ وسندہ صحیح، ح ۱۱۴۷۱ وسندہ صحیح ح ۱۱۴۷۳ وسندہ حسن)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: اگر تم بے وضو ہو اور جنازہ فوت ہونے کا ڈر ہو تو تیمّم کر کے جنازہ پڑھ لو (ابن ابی شیبہ ۳/۳۰۵ ح ۱۱۴۶۷ وسندہ حسن)

۱۳۔ شہید کا جنازہ پڑھنا صحیح ہے دیکھئے صحیح البخاری (ح ۱۳۴۴ باب الصلوة علی الشہید) وصحیح مسلم (۲۲۹۶)

کئی شہیدوں کی اکٹھی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ دیکھئے شرح معانی الآثار للطحاوی (۱/۵۰۳ باب الصلوة علی الشھداء حدیث عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہما وسندہ حسن) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک مرد اور عورت کا (اکٹھا) جنازہ پڑھا تو مرد کی میت کو اپنے قریب رکھا (ابن ابی شیبہ ۳/۳۱۵ ح ۱۱۵۷۳ وسندہ صحیح) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ام کلثوم بنت علی اور ان کے بیٹے کا جنازہ پڑھا تو عورت کی میت کو قبلے کی طرف اور لڑکے کو اپنے سامنے رکھا (ابن ابی شیبہ ۳/۳۱۵ ح ۱۱۵۷۴ وسندہ صحیح) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نو آدمیوں کا جنازہ پڑھا تو اسے سیدنا ابوہریرة وسیدنا ابن عباس وسیدنا ابوسعید وسیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہم نے سنت قرار دیا (عبدالرزاق فی المصنف ۳/۴۶۵ ح ۶۳۳۷ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ کئی اموات کا اکٹھا جنازہ پڑھنا جائز ہے۔

۱۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی رضی اللہ عنہ کا غائبانہ جنازہ پڑھا تھا۔ دیکھئے صحیح البخاری (۱۳۲۰) وصحیح مسلم (۹۵۲)

لہٰذا معلوم ہوا کہ غائبانہ نماز جنازہ جائز ہے۔

۱۵۔ قبر پر نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے دیکھئے صحیح بخاری (۱۳۳۶) وصحیح مسلم (۹۵۴)

مسند البزار میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: نهي عن الصلوة بين القبور قبروں کے درمیان نماز پڑھنے سے منع کیا گیا ہے (کشف الأستار ۱/۲۲۱ ح ۴۴۱ وسندہ حسن)

اس حدیث میں ممانعت سے مراد جنازہ نہیں بلکہ عام نمازیں ہیں۔ حافظ ابن حبان نے اس مفہوم کی ایک روایت کو کتاب الصلوة میں ذکر کیا ہے (الاحسان ۴/۵۹۶ ح ۱۶۹۶ وسندہ ضعیف)

جس روایت میں ''نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم ان يصلى على الجنائز بين القبور '' آیا ہے۔
(المختارۃ للضیاء ۲۴۶/۵ ح ۱۸۷۱، المعجم الاوسط للطبرانی ۲۹۳/۶ ح ۵۶۲۷)

اس کی سند حفص بن غیاث مدلس کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔ حفص مذکور کو محمد بن سعد وغیرہ نے مدلس قرار دیا ہے
دیکھئے میری کتاب الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین (۹/۱ ص ۱۶)
حفص بن غیاث کو مدلسین سے باہر نکالنا صحیح نہیں ہے۔

۱۶۔ اگر میت کا جنازہ پڑھ لیا گیا ہو تو دوبارہ جنازہ جائز ہے۔ دیکھئے فقرہ: ۱۵

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بھائی عاصم بن عمر کا جنازہ، تین دن کے بعد اُس کی قبر پر پڑھا (ابن ابی شیبہ ۳۶۱/۳ ح ۱۱۹۳۹ وسندہ صحیح)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا جنازہ، قبر پر دفن ہونے کے بعد پڑھا۔
(مصنف عبدالرزاق ۵۱۷/۳ ح ۶۵۳۹، السنن الکبریٰ للبیہقی ۴۹/۴ وسندہ صحیح)

محمد بن سیرین (تابعی) سے اگر جنازہ فوت ہو جاتا تو وہ (دوبارہ) جنازہ پڑھتے تھے (مصنف ابن ابی شیبہ ۳۶۱/۳ ح ۱۱۹۴۰ وسندہ صحیح)

۱۷: مسجد میں جنازہ پڑھنا جائز ہے۔ سہیل بن البیضاء رضی اللہ عنہ کا جنازہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں پڑھا تھا (صحیح مسلم: ۹۷۳ باب الصلوۃ علی الجنازۃ فی المسجد)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں پڑھایا گیا تھا (مؤطا امام مالک ۲۳۰/۱ ح ۵۴۲ وسندہ صحیح)

سیدنا ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث: ''من صلى على جنازة فى المسجد فليس له شيئٌ '' جو شخص مسجد میں جنازہ پڑھے اس کے لئے (خالص مسجد کی وجہ سے) کوئی چیز (اجر) نہیں ہے (سنن ابن ماجہ: ۱۵۱۷ واللفظ لہ سنن ابی داود: ۳۱۹۱ وسندہ حسن، وقولہ فلا شيئ له یعنی من الأجر الخاص کما فسرہ السندھی) کی رُو سے افضل یہی ہے کہ مسجد سے باہر جنازہ پڑھا جائے۔

۱۸۔ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے میت کی چارپائی اس طرح رکھیں کہ میت کا سر شمال کی طرف اور پاؤں جنوب کی طرف ہوں (اسی پر اجماع ہے) میت اگر مرد ہے تو امام اس کے سر کے سامنے قریب کھڑا ہو اور اگر میت عورت ہے تو اس کے سامنے وسط میں امام کھڑا ہو۔ دیکھئے سنن الترمذی (۱۰۳۴ وقال: ھذا حدیث حسن) وصحیح البخاری (۱۳۳۱) وصحیح مسلم (۹۶۴)

۱۹۔ ایوب السختیانی رحمہ اللہ قبر پر (دفن ہونے کے بعد) کھڑے ہو کر دعا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ ۳۳۱/۳ ح ۱۱۷۰۱ وسندہ صحیح)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بھی قبر پر دفن کے بعد کھڑے ہو کر دعا کرتے تھے (ابن ابی شیبہ ۳۳۰/۳ ح ۱۱۷۰۵ وسندہ صحیح)

محمد بن المنکدر (تابعی) نے بھی قبر پر دفن کے بعد دعا کی (عبدالرزاق ۵۰۹/۳ ح ۶۵۰۴ وسندہ صحیح)

۲۰۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: عصر اور فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد نماز جنازہ پڑھی جاسکتی ہے یعنی جائز ہے۔ (مؤطا امام مالک ۲۲۹/۱ ح ۵۴۰ وسندہ صحیح)

زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ، فجر کی نماز کے بعد پڑھا گیا تھا (مؤطا مالک ۲۲۹/۱ ح ۵۳۹ وھو صحیح)

عین طلوع شمس، بالکل زوال کے وقت اور عین غروب الشّمس کے وقت جنازہ پڑھنا اور میت دفن کرنا ممنوع ہے دیکھئے صحیح مسلم (۸۳۱)

۲۱۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ: **کنا نغسل المیت فمنا من یغتسل ومنا من لا یغتسل** '' ہم میت کو نہلاتے تھے تو ہم میں سے بعض غسل کرتے اور بعض غسل نہ کرتے۔

(سنن الدارقطنی ۷۲/۲ ح ۱۸۰۲ وسندہ صحیح وصححہ الحافظ ابن حجر فی التلخیص الحبیر ۱۳۸/۱ ح ۱۸۲)

جن روایات میں میت کو نہلانے کی وجہ سے غسل اور جنازہ اُٹھانے کی وجہ سے وضوء کا حکم ہے، وہ استحباب پر محمول ہیں دیکھئے التلخیص الحبیر (۱۳۸/۱) سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میت نہلانے والوں پر غسل کرنا ضروری نہیں ہے (السنن الکبری للبیہقی ۳۹۸/۳ وسندہ صحیح)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما میت نہلانے والے کو وضو کرنے کا کہتے تھے (البیہقی ۳۰۶/۱ وسندہ حسن)

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی میت کو خوشبو لگائی اور جنازہ اٹھا کر مسجد لے گئے آپ نے جنازہ پڑھا اور دوبارہ وضو نہیں کیا (البیہقی ۳۰۶/۱، ۳۰۷ وسندہ صحیح)

۲۲۔ جنازے کے فوراً بعد اجتماعی یا انفرادی دعا کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

۲۳۔ امام ابوبکر محمد بن ابراھیم بن المنذر النیسابوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

☆ اس پر اجماع ہے کہ بیوی اپنے خاوند کی میت کو غسل دے سکتی ہے۔

☆ اس پر اجماع ہے کہ عورت چھوٹے بچے (کی میت) کو غسل دے سکتی ہے۔

☆ اس پر اجماع ہے کہ میت کو غسلِ جنابت کرایا جاتا ہے۔

☆ اس پر اجماع ہے کہ ریشمی کپڑے کا کفن نہیں پہنانا چاہیے۔

☆ اس پر اجماع ہے کہ اگر بچہ زندہ پیدا ہو اور چیخ کر مر جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھنی چاہیے۔

☆ اس پر اجماع ہے کہ اگر آزاد اور غلام کے جنازے اکٹھے ہوں تو امام کے قریب آزاد کا جنازہ رکھنا چاہیے۔

☆ جنازے کی پہلی تکبیر میں رفع یدین کرنے پر اجماع ہے (تفصیلی بحث آگے آرہی ہے)

☆ اس پر اجماع ہے کہ حتی الامکان میت کو دفن کرنا فرض (کفایہ) ہے۔ جو شخص یا جماعت یہ کام کرے تو تمام مسلمانوں کی طرف سے یہ فرض ادا ہو جاتا ہے (الاجماع ص ۴۲ فقرہ: ۷۸ تا ۸۵)

جنازہ میں ہر تکبیر پر رفع یدین سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ثابت ہے۔ (جزء رفع الیدین للبخاری: ح ۱۱۱، مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۹۸/۳ ح ۱۱۳۸۸ وإسنادہ صحیح)

مکحول تابعی جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین للبخاری: ح ۱۱۶، وسندہ حسن)

امام زہری جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین للبخاری: ۱۱۸، وسندہ صحیح)

قیس بن ابی حازم (تابعی) جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ (دیکھئے جزء رفع الیدین للبخاری: ۱۱۲، وسندہ صحیح، مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۹۶/۳ ح ۱۱۳۸۵)

نافع بن جبیر جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین: ۱۱۴ وسندہ حسن)

حسن بصری جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ (جزء رفع الیدین: ۱۲۲، وسندہ صحیح)

درج ذیل علماء سلف صالحین بھی جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کے قائل وفاعل تھے۔

ا۔عطاء بن ابی رباح (مصنف عبدالرزاق: ۴۶۸/۳ ح ۶۳۵۸، ابن ابی شیبہ ۲۹۶/۳ ح ۱۱۳۸۲ وسندہ قوی)

ب۔عبدالرزاق (مصنف: ح ۶۳۴۷ وھو صحیح)

ج۔محمد بن سیرین (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲۹۷/۳ ح ۱۱۳۸۹، وسندہ صحیح)

ان تمام آثار سلف صالحین کے مقابلے میں ابراہیم نخعی (تابعی) جنازے میں ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ (دیکھئے مصنف ابن ابی شیبہ: ج ۳ ص ۲۹۶ ح ۱۱۳۸۶، وسندہ حسن)

معلوم ہوا کہ جمہور سلف صالحین کا یہ مسلک ہے کہ جنازے کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا جائے، جیسا کہ باحوالہ گزر چکا ہے اور یہی مسلک راجح وصواب ہے، والحمدللہ

جنازے میں رفع یدین کا نہ کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یا صحابہ کرام سے ثابت نہیں ہے۔

وما علینا إلا البلاغ

(۲۱ جمادی الاولی ۱۴۲۶ھ)